International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 01,Jan-June 2022 PP: 1-16

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

عالم مثال حکمت ولی اللٰہی کی روشنی میں: ایک تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF SUPER MATERIAL WORLD IN THE LIGHT OF WALLI ULLAHI'S PHILOSOPHY

Muhammad Ayub
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.
Email :mayub7097@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-6352-0535

Badshah khan
PhD scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email :Badshahakhandargai123@gmail.com
https://orcid.org/0000-0001-9636-8229

Abstract

There is something in the universe which have no shape, specific magnitude and no matter are called spiritual world and other things which we consider, feel and sensible but no relation or scatter from matter these are called Super Material World. The Super Material world is high than of our world and low from Spiritual world. Our world is the shade of Super Material world and it is the shade of Spiritual world. In Super Material world there are many different long and wide things, these things have no collision with each other and they are in their order and position. Different actions of mankind rise above from our world to super material world and descent many things from Super Material world to our world according to the order of Allah (subhanahuwatala). There are some classes in super material which have different name. Dreams have close relation to Super Material, those who know more about super material, will be good dreams interpreter.I focus the main theme and characteristic of super material world. In first I present the literal

CC BY

and terminological meaning of super material and then according to the Quran and Sunnah, In the light of science I also examine their position.

***Key Words**: Super Material World, spiritual world,wali Ilahi, shape.*

موضوع کا تعارف

قرآن اور حدیث انسانیت کی دنیاوی اور اخروی رہنمائی کیلئے اساس ہیں۔ قرآن و حدیث سے رہنمائی اور روشنی لینے کیلئے انسان اپنی استطاعت اور بساط کے مطابق جدو جہد اور کوشش کرتا ہے۔ تاکہ دنیا میں انسان اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ سمیٹ کر آخرت کی کامیابی حاصل کر سکے۔ قرآن و حدیث میں بعض نصوص کی تعبیرات اس طرح استعمال ہوئی ہیں کہ ان سے ہر کوئی مطلب و مراد اخذ نہیں کر سکتا بلکہ مخصوص افراد توفیق الٰہی ہی سے اس کے کنہ اور حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ مثلا قرآن میں وارد صفات الٰہیہ، تشبیہات اور غامض تعبیرات پر خاص اشخاص ہی دسترس رکھتے ہیں انہوں نے وہ خود سمجھا اور ان کی تفہیم و تقریب کیلئے انھوں نے اصول و قواعد مرتب کئے ہیں۔

زیر نظر آرٹیکل میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اولاد وتلامذہ کرام کا عالم مثال کے بارے میں آراء وافکار اور تشریحات قلمبند کرنے کی کوشش کی گئیں ہیں۔ عالم مثال کی حقیقت، خصوصیات، قرآن و سنت کی روشنی میں عالم مثال کے بارے میں نصوص وغیرہ کی وضاحت کی گئی ہیں۔ اس مقالہ کو تین مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مبحث اول میں عالم مثال کا مفہوم، ثبوت اور اس کی خصوصیات، مبحث دوم میں قرآن و حدیث میں وارد نصوص کی تشریح اور تفہیم جبکہ مبحث سوم میں عالم مثال کی سائنسی توجیہہ اور اس کا حکم بیان کیا گیا ئے گا۔

مبحث اول: عالم مثال کا مفہوم، ثبوت اور خصوصیات

مثال کا معنی لغوی

"القالب الَّذِي يقدر على مثله والمقدار وَصُورَة الشَّيْء الَّذِي تمثل صِفَاته"(1)

وہ سانچہ جو کسی چیز کے برابر میں بنائی جاتی ہے اور وہ اس کی شکل و صورت اور صفات میں ایک جیسا ہو۔

عالم مثال کی حقیقت

موجودہ عالم جسمانی بذات خود ایک بہت بڑا عالم ہیں۔ اس عالم میں چھوٹے چھوٹے دوسرے عالم پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے باہم مربوط ہیں۔ جیسے عناصر، نباتات، حیوانات اور جمادات کے عالم۔ اس عالم جسمانی کی مثال سمندر کی جیسی ہے اور دوسرے عالم سمندر میں لہروں کی مانند۔ یہ چھوٹے چھوٹے عالم ایک مرکزی قوت کی بنیاد پر ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ ان دونوں کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے اصطلاح کے مطابق " شخص اکبر " کہا جاتا ہے۔ جس طرح روح انسانی علم اور ارادے کی مالک ہوتی ہے۔ اسی طرح شخص اکبر میں ایک قوت کارفرما ہوتی ہے جسے نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ انسان کی دماغی قوتوں میں حواس (Senses) کا مجموعہ ہے جو انسانی دماغ میں مرکز پیدا کرلیتا ہے اسے حس مشترک (Common Senses) کہتے ہیں اس کے بعد ایک قوت ہے جس کا نام خیال (Imagination) ہے، اس کے زریعے انسان صورتوں کو سمجھتا ہے جن میں مادے کی صفات یعنی شکل (Frame/Shape)، رنگ (Colour) اور مقدار (Magnitude) موجود ہو مگر وہ مادہ

(Matter) نہ ہو۔ تیسری قوت کا نام وہم (Fancy) ہے،اس سے انسان خاص خاص چیزوں کا ادراک (Cognition) کر سکتا ہے۔اس کے بعد ایک چوتھی قوت ہے جس کا نام عاقلہ (Reason) ہے۔ یہ ان چیزوں کا ادراک کرتی ہے جو مادے سے پاک ہو۔

سلسلہ کائنات میں ایک ایسا عالم مان لیا جائے کو "شخص اکبر" سے وہی نسبت رکھتا ہے جو عقلی صورت ہمارے دماغ سے۔وہ صورت مادے سے پاک ہوتی ہے اسے "عالم ارواح" (Spiritual World) کہتے ہیں۔

اسی طرح اس سلسلہ کائنات میں ایک اور عالم فرض کیجئے جس کی شخص اکبر کے ساتھ وہی نسبت ہے جو خیالی اور ذہنی صورتوں کی ہمارے دماغ کے ساتھ ہے اس مین شکل اور مقدار بھی پائی جاتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس طرف ہے یا اس طرف (یعنی قابل اشارہ ہوتا ہے) لیکن مادہ نہیں ہوتا۔اسے عالم مثال (Super Material world) کہتے ہیں[2]۔

جو چیزیں ہمارے خیال میں موجود ہے اسے ہم دو طرح سوچ سکتے ہیں۔

1. ہم جانتے ہیں کہ وہ مثالی چیز ہے اور اسے خارجی دنیا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے،اس ان چیزوں کو اصل اصل ناموں سے یا کرنا مجاز ہوگا حقیقتہ نہ ہوگا۔مثلاً ہم سورج کا تصور خیال میں لاتے ہیں اور پھر اس خیالی صورت کو سورج کہتے ہیں۔یہ ویسا ہے جیسے کاغذ پر شیر کی تصویر کھینچی ہو اور ہم اسے شیر کہیں۔
2. ہم خیالی چیزوں کا تصور کریں، مگر ہمیں یہ تمیز نہ ہو کہ یہ خیالی ہیں جیسے خواب میں سمندر کو دیکھ کر ہم سمندر ہی کہتے ہیں۔اس وقت ہم یہ لفظ اس کے حقیقی اور اصلی معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

عالم شہادت،عالم مثال اور عالم ارواح

شیخ محمد تھانویؒ[3] "عالم مثال" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"و عالم مثال بالاتر از عالم شہادات آست و فروزتر از عالم ارواح و عالم شہادت سایہ عالم مثال است واو سایہ عالم ارواح وآنچہ دریں عالم آست آں ہمہ در عالم مثال است وانرا عالم نفوس نیز گویند ودر چیزیکہ دیدہ میشود آنرا صور عالم مثال گویند"[4]

"اور عالم مثال،عالم شہادت (محسوس،مادی) سے اعلیٰ اور بلند اور عالم ارواح سے کم تر ہے۔عالم شہادت عالم مثال کا سایہ اور ظل ہے جبکہ عالم مثال،عالم ارواح کا سایہ اور ظل ہے۔عالم شہادت کی تمام موجودات عالم مثال میں موجود ہوتے ہیں۔اور اسے عالم نفوس بھی کہتے ہیں اور جب کوئی شخص خواب دیکھتا ہے تو یہ عالم مثال کی ایک جھلک ہے"۔

عالم مثال کا ثبوت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا[5]) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ مفسرین عظام کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جملہ مسمیات (چیزوں) کی تعلیم دی اور تعلیم کے بعد یہی مسمیات ملائکہ پر پیش فرما کر امتحان وآزمائش لیا[6]۔ قابل غور بات یہ ہے کہ تمام مسمیات جو دنیا میں استعمال ہونے والے ہو خواہ وہ،مادی ہو یا روحانی وہ اس عالم میں موجود تھے۔ کیونکہ تعلیم دینے کے لئے کسی چیز کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی طرف اشارہ اور توجہ ہو[7]۔

اسی طرح قرآن کریم کی آیت کریمہ (إِذْ رَأَى نَارًا[8]) کے ذیل میں مولانا عبد الماجد دریابادیؒ[9] لکھتے ہیں:

"جو روشنی آپ (حضرت موسیٰ) نے دیکھی وہ آپ کو آگ ہی معلوم ہوئی۔ یہ ضروری نہیں کہ فی الواقع وہ آگ ہی رہی ہو۔ اہل لطائف کہتے ہیں کہ اس آیت میں اصل ہے صوفیہ کے مسئلہ تمثیل کی۔ موسیٰ ( ) کے سامنے نور قدیم، نار حادث کی شکل میں متمثل ہوا"[10]۔

جسم مثالی

جو جسم اپنے حیز میں مزاحم ہو اس کو جسم شہودی کہتے ہیں۔ جسم شہودی کا تعلق مادی عالم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو جسم اپنے حیز میں مزاحم نہ ہو وہ جسم مثالی کہلاتا ہے جس کا تعلق مادی عالم سے ماوراء دوسرے عالم سے ہوتا ہے[11]۔

عالم مثال کی خصوصیات

عالم مثال میں جسم مثالی کس طرح رہتا ہے، اس کی خصوصیات کیا ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں عالم مثال کی چیدہ چیدہ خصوصیات درجہ ذیل ہیں:

1) عالم شہادت کے موجودات عالم مثال کے موجودات کے ظلال اور تابع ہیں، یعنی حقیقی اور اصلی وجود مثالی ہیں اور شہودی وجود اس مثالی وجود کے نزول کی ایک شکل ہیں یا مثالی وجود کے بروز و ظہور کی ایک صورت ہے۔ شہودی موجودات کا وجود مثالی موجودات پر ہی مرتب ہوتا ہے۔

2) عالم مثال حقیقی اور اصلی وجود ہے اور اسکی اصلیت عالم شہادت کی اصلیت سے بھی زیادہ استوار اور مستحکم ہے اگرچہ اپنے مقام میں عالم شہادت کی بھی ہر چیز مستحکم اور استوار ہیں، اس کی مثال کسی بھی عمارت کی خیالی اور ذہنی صورت جو انجینئر کے وجود کے سامنے غیر اصلی چیز کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہی ذہنی صورت عمارت کی اصل اور اس کی بنیاد ہے۔ عمارت کے وجود کا سرچشمہ یہی ذہنی صورت کا وجود ہے۔

3) عالم شہادت کی جتنی جگہ میں ایک مثالی چیز رہ سکتی ہے اسی جگہ میں اس مثالی چیز کی ہزار ہاہزار مثالی چیزیں سما سکتی ہیں، اس کی مثال آئینہ جیسی ہے کہ اس میں جیسے کسی ایک انعکاسی صورت کیلئے گنجائش نکل آتی ہیں اس طرح آئینہ کی اس جگہ میں ہزار ہاہزار ان جیسی انعکاسی صورتیں سما جاتی ہیں۔

4) عالم مثال کی چیزیں ایک دوسرے سے مزاحم ہوتی ہیں اور نہ ان میں سے کسی ایک کی دوسرے سے ٹکر ہوتی ہے، ہر ایک چیز اپنے اپنے مرتبے میں ظاہر ہوتی ہیں۔

5) عالم مثال کی چیزیں اور اشیاء لمبے طویل امتداد کی بھی ہو سکتے ہیں، چوڑی بھی اور چھوٹے بھی، لیکن یہ تمام چیزیں عالم شہادت کی چھوٹی سی چھوٹی جگہ میں پائے جانے کی صفت اس میں موجود ہو سکتا ہے۔ اس کی مثال انسانی خیال جیسی ہے کہ اس میں عظیم اور بڑے بڑے اجسام کھپ سکتے ہیں۔ جیسے جنت کہ اس کی وسعت زمینوں اور آسمانوں جیسی ہیں اس جنت کے متعلق کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ اس چھوٹی سی جگہ میں اس کی گنجائش نکل آتی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ اور مسجد نبوی کے قبلہ کی دیوار کے درمیان تھی[12]۔

6) عالم مثال، عالم شہادت سے بدرجہا وسیع اور کشادہ ہے۔ اور جس طرح عالم شہادت میں لطافت اور کثافت کے لحاظ سے مختلف طبقات ہیں مثلاً آگ ہوا سے لطیف تر ہے، ہوا پانی سے اور پانی مٹی سے زیادہ لطیف ہیں اسی طرح عالم مثال

کے بھی مختلف طبقات ہیں جن میں بعض بعض سے زیادہ لطیف ہیں۔

7) عالم شہادت میں جس طرح بعض چیزیں دوسروں میں اثر کرتی ہے اور خود کسی چیز سے اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ وہ تغیر اور تبدل سے پاک ہوتا ہے اور بعض چیزیں دوسرون سے اثر لیتی ہیں اور تغیر و تبدل کی صلاحیت رکھتی ہے اسی طرح عالم مثال کی بھی بعض اشیاء میں وانقلابات کی صفت پائی جاتی ہے اور دوسروں سے اثر قبول کرتا ہے ،مثال کے انہیں طبقات کی تعبیر " محو واثبات " سے کرتے ہیں۔اور بعض چیزوں میں تغیر اور تبدل وانقلابات نہیں پائی جاتی وہ یکساں رہتاہے اور ان میں دوسروں سے اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، مثال کے ان ہی طبقات کی تعبیر "لوح محفوظ " سے کیا جاتا ہے۔

8) عالم مثال کی چیزیں اور اشیاء عالم شہادت میں بھی پائی جاتی ہیں اور قرآن کی اصطلاح میں اسے " نزول" سے تعبیر کیا جاتا ہے، مثلاقرآنی آیات:﴿وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾[13](یعنی اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطرہ بھی شدید ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں)اور﴿وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ﴾ [14](یعنی اور اسی نے تمہارے لئے چار پایوں میں سے آٹھ جوڑے بنائے وہی) کو اسی محاورے پر محمول کیا جاسکتا ہے اسی طرح اس قسم کی باتیں جو کہی جاتی ہے یعنی رزق، موت اور دوسرے اشیاء کے متعلق بلکہ سارے تقدیری امور کے متعلق، کہ وہ نازل ہوتے ہیں اس میں یہی راز ہے۔

9) عالم شہادت کی وہ چیزیں جو عالم مثال سے کامل یا کسی بھی درجہ میں مناسبت رکھتی ہے وہ عالم مثال کو جاتی ہے اور وہاں "صعود" یعنی اوپر چھڑتے ہیں مثلاقرآنی آیت:﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ [15](یعنی چھڑتے ہیں ان کی طرف (عالم مثال) پاکیزہ کلمات۔اس قسم کی مثالیں قرآن وسنت میں بکثرت پائی جاتی ہے[16]۔

مبحث دوم: عالم مثال کا تذکرہ قرآن وحدیث میں

واضح رہے کہ بہت سی احادیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس کائنات میں ایک ایسا عالم بھی موجود ہے جو اس مادی عالم کی طرح نہیں ہے بلکہ عنصریت یا مادیت سے پاک ہے۔جن چیزوں کی اس مادی دنیا کوئی شکل وصورت نہیں ہے، جیسے علم، موت وغیرہ ان چیزوں کیلئے بھی اس عالم میں مناسب صورتیں موجود ہیں اور جب کوئی چیز اس دنیا میں وجود میں آتی ہے تو ایک طرح سے وہ پہلے اس عالم میں وجود میں آچکی ہے۔اس عالم کو عالم مثال کہتے ہیں۔جو چیز مادی دنیا میں وجود میں آتی ہے اس کی نسبت یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ یہ وہی چیز ہے جو عالم مثال میں فلاں چیز تھی۔ایسے ہی بہت سی چیزیں ایسی ہے جنہیں عام لوگ جسمانی نہیں مانتے وہ اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے اس دنیا میں آتی ہیں اور سب لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے ہیں البتہ خاص خاص لوگ انہیں دیکھ لیتے ہیں۔جیسے حدیثوں میں ذکر آتا ہے کہ :

1۔ حضور اقدس ﷺ کا مدینہ میں فتنوں کو دیکھنا

﴿إِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ﴾[17]

"رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے دور والی جگہون پر نظر ڈالی اور فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو جو کچھ میں دیکھتا ہو؟ میں تمہارے گھروں میں آپس مین لڑنے کے موقعے اس کثرت سے پیدا ہوتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کی بوندیں پڑتی ہیں۔

2۔صلہ رحمی کی اللہ تعالی سے کلام

﴿إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الخَلْقَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ، قَالَتِ الرَّحِمُ: هَذَا مَقَامُ العَائِذِ بِكَ مِنَ القَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَهُوَ لَكِ﴾ [18]"

"آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کیا جب یہ کام ختم ہوگئی تو رشتہ داری نے (بعد پیدائش کے) کہا: آپ سے رشتہ داری کی مخالفت سے پناہ مانگنے والا کا مقام ہے؟ تو اللہ نے فرمایا: ہاں، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جو تجھے جورتا ہے میں اس کو جوروں گا اور جو تجھے کاٹتے ہے میں ان کو کاٹوں گا، تو اس نے کہا ہاں میں اس پر راضی ہوں"۔

3۔سورہ بقرہ اور آل عمران کا سایہ

﴿يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَآلُ عِمْرَانَ وقَالَ: كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا﴾"[19]

"قیامت کے دن قرآن اور اہل قرآن دونوں لائے جائے گے، سورہ بقرہ اور آل عمران بادلوں کی شکل میں آئے گے یا دو سیاہ سائبان کی طرح جس کے درمیان میں روشنی ہو یا ایسے جیسے پرندوں نے پرا باندھا ہو۔ جو لوگ ان سورتوں کی تلاوت کرتے ہونگے ان کی طرف سے وہ مدافعت کریں گی یعنی ان کو اللہ تعالی کی غضب سے چھڑانے کی کوشش کریں گی۔"

4۔جنت اور جہنم کی باڑ

﴿حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ﴾"[20]

"جنت کے گرد مکروہ چیزوں کی باڑ لگائی گئی ہے اور جہنم کے گرد خواہشات پیدا کرنے والی چیزوں کی باڑ لگائی گئی ہے۔"

5۔دنیا میں دو کتابیں

﴿أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الكِتَابَانِ؟ فَقُلْنَا: لاَ يَا رَسُولَ اللهِ إِلاَّ أَنْ تُخْبِرَنَا، فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ اليُمْنَى: هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ العَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيهِمْ وَلاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ: هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ العَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيهِمْ وَلاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا﴾[21]

"ایک دن رسول اللہ ﷺ ہاتھوں میں دو کتابیں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں؟ ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسولا اللہ ﷺ! دائیں ہاتھ والا کتاب اللہ تعالی کی طرف سے اہل جنت کیلئے ہے جس مین ان کے، باپ دادا اور قبیلوں کے ناموں تک درج ہیں اور اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ بائیں ہاتھ والا کتاب بھی اللہ تعالی کی طرف اہل جہنم کیلئے ہیں، جس میں ان کے، باپ دادا اور قبیلوں کے ناموں تک درج ہیں اور قیامت تک ان میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی"۔

6۔فتنوں اور خزائن کا نزول

﴿اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الفِتَنِ، وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الخَزَائِنِ﴾[22]

"رسول اللہ ﷺ ایک رات بیدار ہو گیا اور فرمایا سبحان اللہ! آج رات کتنے فتنے نازل ہوگئے اور کتنے خزانے اتارے

گئے "۔

7۔ نماز میں جنت اور جہنم کا مشاہدہ

﴿إِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُولَجُونَهُ، فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ، حَتَّى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهُ - أَوْ قَالَ: تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا - فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ، فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا، رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، وَرَأَيْتُ أَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ﴾"[23]

"کسوف شمس کے موقعے پر آپ ﷺ نے صحابہ کو چار رکعات نماز پڑھایا، جس میں قیام، رکوع اور دونون سجدے طویل پڑھائے گئے، پھر فرمایا مجھ پر ہر چیز پیش کی گئی، جنت پیش کیا گیا اور آپ نے ہاتھ بڑھایا کہ انگور کا ایک خوشہ لے لیں، اور مجھ پر جہنم بھی پیش کیا گیا میں نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جو بلی کی وجہ سے عذاب میں مبتلاء تھی اور ابو ثمامہ عمر بن مالک کو بھی دیکھا"۔

8۔ نیکی اور بدی کا کھڑا ہونا

﴿إِنَّ الْمَعْرُوفَ وَالْمُنْكَرَ لَخَلِيقَتَانِ، تُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَمَّا الْمَعْرُوفُ: فَيُبَشِّرُ أَهْلَهُ، وَأَمَّا الْمُنْكَرُ، فَيَقُولُ: إِلَيْكُمْ وَإِلَيْكُمْ، وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُ إِلَّا لُزُومًا﴾[24]"

"نیکی اور بدی دو مخلوق ہونگے جو قیامت کے دن لوگون کے سامنے کھڑے کر دئے جائیں گے۔ معروف اپنے دوستوں کو جو نیکی کر چکے ہو ں گے خوشخبری دے گا اور منکر اپنے دوستوں کو جو بدی کر چکے ہوں گے دور! دور! کہے گا اور وہ اس کے سوا کچھ نہ کر سکیں گے کہ منکر کو چمٹ جائے"۔

9۔ دنیاوی نہروں کا جنت کی نہروں سے تعلق

(رُفِعتُ إِلَى السِّدْرَةِ، إِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهَرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهَرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: أَمَّا البَاطِنَانِ: فَفِي الجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ: النِّيلُ وَالفُرَاتُ[25])

"معراج کے موقع پر آپ ﷺ کو چار نہریں دکھائی دیں، دو ظاہر نہریں اور دو باطن نہریں، مین نے کہا جبرئیل یہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جو ندیاں اندر بہہ رہی ہے وہ جنت میں جارہی ہیں اور جو اوپر بہہ رہی ہیں ان مین ایک نیل ہے اور دوسری فرات"۔

10۔ جمعہ روشن دن

﴿إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ الْأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى هَيْئَتِهَا , وَيَبْعَثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ زَهْرَاءَ مُنِيرَةً﴾[26]

"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی قیامت کے روز تمام دنوں کو اپنی اصلی حالت پر پیدا کرے گا، چنانچہ جمعے کا دن روشن ہو گا"۔

11۔ عقل کا آگے پیچھے جانا

﴿لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ، قَالَ: وَعِزَّتِي مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْكَ، بِكَ أُعْطِي وَبِكَ الثَّوَابُ، وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ﴾[27]

"فرمایا اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو فرمایا کہ سیدھا منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ چنانچہ وہ سیدھا منہ کر کے کھڑی ہو گئی اور پھر اسے فرمایا کہ پیٹھ پھیر کر کھڑی ہو جا چنانچہ وہ اس طرح کھڑی ہو گئی، فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم میں نے تمہارے جیسے عجیب مخلوق نہیں پیدا کی ہے تمہاری وجہ سے نوازوں گا بھی اور عذاب بھی دوں گا"۔

12۔ دنیا ایک بد صورت بڑھیا کی شکل میں

فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دنیا کی حقیقت اس طرح بیان فرمائی کہ:

﴿يُؤْتَى بِالدُّنْيَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صُورَةِ عَجُوزٍ شَمْطَاءَ زَرْقَاءُ أَنْيابُهَا بَادِيَةٌ، مُشَوَّهٌ خَلْقُهَا، فَتُشْرِفُ عَلَى الْخَلَائِقِ فَيُقَالُ: هَلْ تَعْرِفُونَ بِهَذِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ مَعْرِفَةِ هَذِهِ، فَيُقَالُ: هَذِهِ الدُّنْيَا﴾[28]....

"قیامت کی دن دنیا ایک بڑھیا کی شکل میں لائی جائے گی جس کی آنکھیں نیلی اور داڑھیں بڑی بڑی اور صورت شکل نہایت ہی مکروہ ہو گی"۔

13۔ مصیبت اور دعا کا آپس میں کشتی کرنا

﴿لَا يُغْنِي حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ، وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، وَإِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾[29]

"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تقدیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے اور دعا تقدیری نازل شدہ یا غیر نازل شدہ چیزوں میں انسان کو نفع دیتا ہے۔ مصیبت نازل ہوتی ہے اور دعا اوپر چھڑتی ہے اور اس سے کشتی کر کے گرا دیتی ہے یعنی مصیبت کو دفع کر دیتی ہے"۔

14۔ اللہ تعالیٰ کا آنا

﴿نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ--- يَأْتِينَا رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ بَعْدَ ذَلِكَ، فَيَقُولُ: مَا تَنْتَظِرُونَ؟ فَيَقُولُونَ: نَنْتَظِرُ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: حَتَّى نَنْظُرَ إِلَيْهِ "، قَالَ: " فَيَتَجَلَّى لَهُمْ وَهُوَ يَضْحَكُ، وَيُعْطِي كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٍ وَمُؤْمِنٍ نُورًا﴾[30]

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آئے گا اور ہمیں فرمائے گا تم کس چیز کا انتظار کرتے تھے ہم کہے گے آپ کا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، ان پر تجلی کرے گا ہنستے ہوئے اور ہم دیکھے گے اور ہر شخص پر تجلی فرمائے گا خواہ مومن ہو یا منافق"۔

15۔ اللہ تعالیٰ کا قریب ہونا

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كنفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حتى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ﴾[31]

"اللہ تعالیٰ مومن بندے سے قریب ہو گا اور اس کو چھپائے گا اور فرمائے گا تو فلاں فلان گناہ جانتے ہو وہ اقرار کرے گا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں تصور کرے گا"۔

16۔ موت مینڈھے کی شکل میں

﴿ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ ﴾[32]

"فرمایا موت مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی"۔

17۔اللہ تعالیٰ کا کرسی پر آنا

﴿فيقال: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُولُ: أَنَا مُحَمَّدٌ، فَيُفْتَحُ لِي، فَآتِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُرْسِيِّهِ - أَو سريره شَك حَمَّادٌ﴾[33]

"اور کہا جاتا ہے آپ کون ہے؟ میں محمد! تو دروازہ کھول دیا جائے گا اور اللہ تعالی کرسی یا سریر پر آئے گا"۔

18۔میت کو سورج دکھانا

﴿إِذَا دَخل الميت القبر مُثِّلَتْ لَه الشَّمسُ عند غروبِهَا فَيَقُول دَعُونِي أُصلِّي﴾[34]

"میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے سورج دکھائی جاتی ہے اور کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو"۔

19۔قبر کا ستر گز لمبائی اور چوڑائی میں بڑھنا

﴿إذا قبض الميت، او أحدكم أتاه ملكان...... فيقولان: قد كُنَّا نعلم أنك كنت تقول هذا فيفسح له في قبره سبعون ذراعا في سبعين ذراعا﴾[35]

"جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس پوچھتے ہیں۔۔۔اور اس کی قبر کو ستر گز طول اور ستر گز عرض کے برابر کردیتے ہیں"۔

20۔انسان کی صورت

﴿فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾[36]

"ہم نے مریم کی روح کو بھیجا تو وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی صورت میں گیا"۔

اسی طرح اور بھی بہت ساری روایات ہیں جو ذخیرہ احادیث میں موجود ہیں، جن کی کثرت کی وجہ سے یہاں لانا ممکن نہیں۔جو شخص ان احادیث پر نظر ڈالتا ہے اور غور و فکر کرتا ہے اسے مندرجہ ذیل تین باتوں میں سے ایک کو ماننا پڑتا ہے۔

1۔ حقیقی معنی

جب جوئی شخص ان روایات کی ظاہری معنی کو مان لے تو پھر اس قسم کے عالم (عالم مثال) کو لازما ماننے پر مجبور ہوتا ہے،اور یہ وہ بات ہے جو علماء حدیث کے قاعدے کے مطابق ہے یعنی جب تک کسی حدیث کے ظاہری معنی کو عقل کے لحاظ سے ناممکن نہ سمجھیں اور اس کا کوئی حل تلاش کرسکیں اسے ظاہری معنوں ہی میں لیتے ہیں۔احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ [37]،علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ،اسحاق بن راویہ [38] اور جملہ محدثین کرام اسی کے قائل ہیں۔یہاں اس بات کی وضاحت فائدے سے خالی کہ عالم مثال کا انکشاف حیوانات پر ہوتا ہے تاہم وہ اس کی تعبیر اور وضاحت سے قاصر ہوتی ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:"دخلت علي عجوزان من عجز يهود المدينة فقالتا لي إن أهل القبور يعذبون في قبورهم فكذبتهما، ولم أنعم أن أصدقهما، فخرجتا، ودخل علي النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت له: يا رسول الله، إن عجوزين، وذكرت له، فقال صدقتا، إنهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم كلها[39]" ایک مرتبہ دو بوڑھی یہودی عورتیں آگئی اور انہوں نے میرے سامنے عذاب قبر کا ذکر کر کرے کہا کہ میت کو قبر میں عذاب دی جاتی ہے۔اس کے بعد وہ چلی گئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا دونوں عورتوں نے سچ کہا۔میت کو جو عذاب دیا جاتا ہے اس کو حیوانات بھی سنتے ہیں۔یہاں سے واضح ہوا کہ میت کو قبر میں عذاب کا احساس عالم مثال سے متعلق ہے۔جس کا

ادراک بفحوائے حیوانات کو ہوتا ہے۔

2۔ظاہر نظر

کوئی شخص یوں سمجھے کہ دیکھنے والے کو یہ چیزیں اس طرح نظر آئیں گی اور اس کی نگاہ کے سامنے ایسی شکل پیش ہو جائی گی۔اگرچہ اس کی حس اور دیکھنے کی طاقت کے باہر ان کا کوئی وجود نہیں ہو گا۔قرآن کریم کی اس آیۃ کا حل کہ : "یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ "[40] (یعنی کہ آسمان دھواں ظاہر لائے) حضرت ابن مسعود کا قول ہے اس بارے میں یہ ہے کہ پانچ چیزیں گذر چکیں۔دخان، روم، قمر، بطشہ، اور لزام، یعنی آسمان سے دھوئیں کا آنا۔رومیوں کا اپنی شکست کے بعد غلبہ پانا۔چاند کے دو ٹکڑے ہونا بدر کی لڑائی میں کفار کا پکڑا جانا اور ہارنا۔اور چمٹ جانے والا عذاب بڑی سخت پکڑ سے مراد بدر کے دن لڑائی ہے حضرت ابن مسعود ،امام نخعی رحمۃاللہ علیہ ،ضحاک رحمۃاللہ علیہ [41] وغیرہ کا ہے اور اسی کو ابن جریر رحمۃاللہ علیہ [42] بھی ترجیح دیتے ہیں۔یعنی اس زمانے میں مکہ والے جب آسمان پر نگاہ ڈالتے تو اسے بھوک کے سبب سے دھواں سا دکھائی دیتا تھا[43]۔

علامہ ابن ماجشون رحمۃاللہ علیہ [44] فرماتے ہیں کہ احادیث میں جو اکثر آتا ہے کہ اللہ تعالی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا نظر آئے گا اور محشر میں کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح،ان سب کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی مخلوق کی آنکھوں میں تصرف کرے گا جس سے انہیں ایسا دکھائی دے گا کہ گویا اللہ تعالی نیچے اتر آیا ہے،اس نے تجلی فرمائی ہے اور وہ اپنی مخلوق کے ساتھ رازداری کی باتیں کر رہا ہے اور انہیں بلاواسطہ مخاطب فرمارہا ہے۔حالانکہ اللہ تعالی اپنی عظمت اور بزرگی پر اپنے اصل حال میں قائم ہو گا۔اس میں کوئی فرق نہ آیا ہو گا نہ اس نے جگہ بدلی ہو گیا ور نہ شکل۔یہ سب کچھ اس لئے ہو گا کہ لوگ سمجھ لیں کہ اللہ تعالی ہر ایک پر پوری پوری قدرت اور اختیار رکھتا ہے۔

3۔استعارہ

اس قسم کی احادیث کو کوئی اور معنی سمجھنے کیلئے مثال قرار دیا جائے۔

جو شخص ان احادیث کو تیسرے درجہ میں لیتا ہے یعنی ضرورت کے وقت اور معنی لینے کا قائل ہے ہم اسے اہل حق میں شمار نہیں کرتے[45]۔

مبحث سوم: عالم مثال کی سائنسی توجیہہ اور حکم

عالم مثال کی سائنسی توجیہہ

علم طبعیات (Physics) میں اس کی مثال ایتر (Ether) کی ہے کہ روشنی، برق اور مقناطیس وغیرہ کی لہروں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کیلئے اسے ایک واسطہ (Medium) کی ضرورت ہوتی ہے۔صدیوں کی کوشش کے بعد جب کسی اور طرح یہ مسئلہ حل نہ ہو سکا کہ یہ شعائیں ایک جگہ سے دوسری جگہ کس طرح پہنچتی ہیں تو یہ تجویز سامنے آگئی کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کیلئے واسطہ ہونا چاہیے۔اس واسطے کا نام ایتر رکھا گیا۔اب اس کی نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ یہ ہر موٹی اور ٹھوس چیز کے آر پار گزر جاتی ہے۔ایسے ہی طبعیاتی دنیا کے اوپر کی دنیا میں جو واقعات پیش آتے ہیں انہیں حل کرنے کیلئے واسطے کی ماننے کی ضرورت ہے جس کا نام "عالم مثال" رکھا گیا[46]۔

عالم مثال کا حکم

یاد رکھنا چاہئے کہ وجود مثالی کا انکار کرنے والا صحیح معنوں میں (محقق) اہل السنت والجماعت کے گروہ میں شریک نہیں ہے بلکہ اعتزال کی آلودگی اس میں پائی جاتی ہے کیونکہ عالم مثال کے انکار کے بعد ہزاروں سے بھی زیادہ نصوص کی بعید ترین تاویلوں کو پر اس کو مجبور ہونا پڑے گا۔اسی کے ساتھ یہ بھی کہ عالم مثال کے ماننے کا مطلب میرے نزدیک یہ نہیں ہے کہ ان ساری تفصیلوں اور توجیہوں کو بھی ماننا جائے جن کا میں نے گزشتہ بالا اوراق میں تذکرہ کیا ہے اور نہ مجھے اس پر اصرار ہے کہ خواہ مخواہ عالم مثال کا لفظ مانا جائے بلکہ غرض میری صرف یہ ہے کہ کتاب وسنت میں جو مشغول رہتے ہیں اور ان کے مضامین کا تفصیلی مطالعہ جن لوگوں نے کیا ہے ان کو یہ ماننا چاہئے کہ عالم شہادت میں جو چیزیں پائی جاتی ہے حق تعالی کے سامنے اس عالم میں پیدا ہونے سے پہلے بھی،اور شہادت کے اس عالم کے مفقود ہونے کے بعد بھی حق تعالی کے پاس ان کا وجود ہوا کرتا ہے۔ اب خوا اس کا نام عالم مثال رکھا جائے یا نہ رکھا جائے مگر ان خاصیتوں کا ماننا شرعاناگزیر ہے[47]۔

علامہ شبلی نعمانی[48] فرماتے ہیں:

"امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم الکلام میں کئی مفید چیزوں کا اضافہ فرمایا ہے نبوت کی حقیقت، عالم مثال، تمام مذاہب کی اصل ایک ہے اور اختلاف شرائع کے اسباب وغیرہ۔عالم مثال شاہ صاحب کے فلسفہ کا یہ بڑا اہم فلسفہ ہے چنانچہ سب سے پہلے اسی سے ابتداء کی ہے۔ بہت سی حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عالم موجودات میں ایک اور عالم ہے جو مادی اور عنصری نہیں ہے جو اشیاء اس عالم محسوسات میں وجود میں آنے والی ہیں پہلے ان کا ظہور اس عالم مثال میں ہوتا ہے اس عالم مثال میں باوجود اس کے کہ اشیاء جسمانی نہیں ہوتا تاہم وہ چلتی، پھرتی اور چڑھتی اترتی ہیں لیکن عام لوگ ان کو دیکھ نہیں سکتے"[49]۔

خلاصہ بحث

عالم مثال پر کئی علماء نے بحث کی ہیں جن میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔برصغیر پاک وہند میں اس پر جامع، مدلل اور بحث امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اس کے خانوادہ ولی اللہی نے عالم مثال پر کئی کتب میں بحث کیں ہیں۔جو یقیناً ایک قابل قدر خدمت ہے۔عالم مثال کا مقصد اور باعث یہ تھا کہ قرآن وحدیث میں بیشتر نصوص ایسے تھے جن کے بارے میں متقدمین علماء کی رائے کہ تھی کہ مذکورہ نصوص کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور ہم اس کی حقیقت میں خوض وشغل نہیں کرتے تھے۔امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے حکیم اور فلسفی تھے جنہوں نے قرآن وحدیث کے جملہ نصوص کو عقل کی تراوز میں تولنے کی سعی ممدوح فرمائی اور آپ اپنے تصانیف ونگارشات کی روسے میں اس میں کافی کامیاب حاصل کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بعد برصغیر پاک وہند ہر انگریزوں کا قبضہ ہونے والا تھا جو مادہ پرستی کے ساتھ ساتھ عقل پرست بھی تھے اور ہر چیز کو وہ عقل کے ترازو میں ڈالنے کے عادی تھے گویا قدرت نے امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا کام لیا جو مستقبل میں مفید اور کارآمد تھا۔عالم مثال ایک مادی اور عنصری کے بجائے روحانی عالم ہے۔یہ عالم شہود سے بلند اور عالم ارواح سے کم تر ہے۔اس کا تعلق دونوں عالموں کے ساتھ ہے اور یہ براہ راست عالم شہود پر اثرانداز ہوتے ہیں جبکہ عالم ارواح سے فیض کرتے ہیں۔عالم شہود میں جو چیز منصہ شہود پر آتی ہے یہ چیزیں پیشتر عالم مثال میں موجود ہوتے ہیں۔انسانی سماج میں واقع ہونے والے امور عالم مثال میں طے پائے جاتے ہیں۔یہ امور کئی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔انبیاء کرام کی اس پر خصوصی نظر ہوتی ہیں۔

نتائج البحث

- عالم مثال، عالم شہادت سے اعلی جبکہ عالم ارواح سے ادنی ہے۔
- عالم شہادت کی چیزیں عالم مثال میں موجود ہوتی ہے گویاں عالم شہادت عالم مثال کا سایہ ہے۔
- عالم مثال، عالم ارواح اور عالم شہادت کے مابین واسطہ ہے۔
- عالم مثال میں بے شمار چیزیں اپنی اپنی ترتیب سے قائم ہیں جو ایک دوسرے سے مزاحم نہیں ہوتی۔
- عالم مثال سے عالم شہادت کی طرف نزول جبکہ عالم شہادت سے عالم مثال کی طرف صعود ہوسکتا ہے۔
- عالم مثال کافی وسیع اور کشادہ ہیں اور اس میں طویل امتداد والی اور عریض صورتیں پائی جاتی ہیں۔
- عالم مثال کے مختلف طبقات ہیں اوپر کے طبقے کو لوح محفوظ اور نیچے کے طبقے کو محو واثبات کہتے ہیں۔
- خواب کا تعلق عالم رؤیت (مثال) سے ہے، عالم مثال سے واقف حضرات بہترین معبرین ہوسکتا ہے۔
- قرآن وحدیث کے بے شمار نصوص عالم مثال پر دلالت کرتی ہے۔
- ایک محقق کو عالم مثال کی خاصیتوں کا ماننا ناگریز ہے، اصطلاح میں کوئی اختلاف نہیں جو بھی رکھا جائے۔

سفارشات

1. شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تصانیف خصوصاً حجۃ اللہ البالغہ کو جامعات اور مدارس میں شامل نصاب ہونا چاہئے۔
2. عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق قرآن وحدیث کی تفہیم ہونی چاہئے تاکہ جدید اذہان کو اسلام کے قریب لایا جاسکے۔
3. علم الکلام کو جدید دور کے مطابق کئی اہم اور مفید چیزوں کا اضافہ ہونا چاہئے۔ اور اس کو نئے سرے سے مرتب کرنا چاہئے تاکہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو، اس نئے ماڈل کی طرح شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا ہے۔
4. عالم مثال اور اس سے متعلقہ مباحث کی جدید پیرائے اور اسلوب میں تحقیق ہونی چاہئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

(1) ابراہیم مصطفیٰ، احمد الزیات، حامد عبد القادر، محمد النجار، معجم الوسیط، بیروت: ، دار الدعوۃ 2001ء ج2، ص854

(2) السندھی، مولانا عبید اللہ، اردو شرح حجۃ اللہ البالغہ، ص77، حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ کراچی 2010ء۔

(3) آپ کا نام محمد علی تھا آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق سے جاملتا ہے۔ آپ شیخ علی بن قاضی محمد حامد بن محمد صابر کے بیٹے

تھے۔ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے۔ حنفی المسلک تھے۔آپ کی تاریخ ولادت اور وفات کا کہی ذکر نہیں ہے۔کشاف صطلات الفنون اور سبق الغایات فی نسق الآیات آپ کی تصانیف ہیں۔ 1158ھ میں آپ کشاف سے فارغ ہوگئے تھے۔(احمد حسن لبج، مقدمہ کشاف اصطلاحات الفنون، کوئٹہ، مکتبہ نعمانیہ سن اشاعت ندارد، ج1، ص4)

(4) التھانوی، الشیخ محمد علی بن علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، کشاف اصطلات الفنون، مکتبہ نعمانیہ، کوئٹہ 1988ء، ج4، ص142 تحت فصل اللام

(5) سورۃ البقرۃ 31:2

(6) الدمشقی، بوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ للنشر والتوزیع 1999م، ج1، ص224

(7) فرہاروی، عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ، مراۃ الاحکام فی عقائد الاسلام، زمزم پبلیکیشنز، ص10

(8) سورۃ طٰہٰ 10:20

(9) آپ 16 مارچ 1893ء کو ضلع بارہ بنکی کے ایک گاوں دریاباد میں مولوی عبد القادر کے ہاں پیدا ہوئے۔ان کے والد اس زمانے میں کلیکٹر تھے۔ابتدائی تعلیم کے بعد سیتاپوریائی سکول میں داخلہ لیا اس کے بعد کنگ کالج لکھنو سے بی اے کیا۔1913ء میں ایم اے فلسفہ علی گڑھ سے کیا۔آپ صحافت سے وابستہ رہے اور "صدق جدید" آپ کی یادگار ہیں۔آپ نے زندگی کافی نشیب وفراز میں گزاری اور بالآخر مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دست حق پرست پر بیعت کے بعد یک رخ ہوکر پرہیزگاری کی زندگی بسر کی۔(تلخیصاً) عبد الماجد دریابادی، آپ بیتی، کراچی: مجلس نشریات اسلام سن 1996ء، ص60)

(10) دریابادیؒ، مولانا عبد الماجد، تفسیر ماجدی، کراچی: مجلس نشریات اسلام، ج2، ص123

(11) دہلوی، شاہ رفیع الدین، تکمیل الاذہان، مترجم صوفی عبد الحمید سواتی، گوجرانوالہ: مدرسہ نصرۃ العلوم، ص54

(12) البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، صحیح البخاری، بیروت: دار طوق النجاۃ 1422ھ، ج، ص331، رقم:115

(13) سورۃ حدید 57:25

(14) سورۃ الزمر 39:6

(15) سورۃ فاطر 35:10

(16) شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ، عبقات (اردو)، مترجم علامہ سید منظر احسن گیلانیؒ، ص411 تا 425

(17) الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، موسسۃ الرسالۃ 2001م۔ج36، ص139، رقم: 21810۔اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس کی روایت علی شرط الشیخین ہیں۔نیز اس روایت کو امام بخاری کے استاذ ابو بکر بن عبد اللہ الحمیدی (رقم:552) نے بھی روایت کی ہے۔اس کے علاوہ ابو الحسین محمد بن البغوی نے شرح السنۃ (رقم:4216) میں بھی نقل کیا ہے۔

(18) صحیح البخاری، ج8، ص5، رقم:5987

(19) نیسابوریؒ، مسلم بن الحجاج ابو الحسن قشیری، صحیح مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی سن اشاعت ندارد، ج1 ص554، رقم:805

(20) صحیح البخاری، ج2، ص102، رقم: 6487

(21) الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ، ابو عیسیٰ، سنن الترمذی، بیروت: دار الغرب العربی 1998ھ، ج4ص15، رقم: 2141۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے آخر میں فرمایا: ھذا حدیث حسن غریب صحیح، اس کے علاوہ علامہ البانی مرحوم نے بھی اس روایت پر حسن کا حکم لگایا ہے۔

(22) صحیح البخاری، 1:35، رقم: 115۔

(23) صحیح مسلم، ج2، ص622، رقم: 904۔

(24) المروزی، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن المبارک حنظلی، الزہد والرقائق، بیروت: دار الکتب العلمیۃ ج1، ص328، رقم: 880۔اس روایت کو ابو بکر احمد البزار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب مسند البزار (رقم: 3071) میں نقل کیا ہے اور اس کے آخر رقم ہے: "وھذا الحدیث لانعلمه یروی عن أبي موسی عن النبي صلی الله علیه وسلم إلا بھذا الإسناد"

(25) صحیح البخاری، ج4، ص134

(26) النیسابوری، ،ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ بن المغیرۃ، صحیح ابن خزیمۃ، بیروت: المکتب الاسلامی، ج3، ص117، رقم: 1730۔علامہ الاعظمی نے اس حدیث کی تعلیق میں فرمایا ہے کہ طبرانی نے کبیر میں اس روایت کو عن الھیثم بن حمید عن حفص بن غیلان کے سند سے نقل کیا ہے۔بعض کے نزدیک یہ دونوں قابل حجت ہیں اور بعض محدثین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔لیکن ان دونوں قابل احتجاج ہیں۔

(27) شامی ،سلیمان بن احمد بن ایوب ، ابو القاسم الطبرانی، المعجم الکبیر، قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 1485ھ، ج8، ص283، رقم: 8083۔اس روایت کو ابو الھمام ولید بن شجاع نے ابی امامۃ کی سند ہی سے نقل کیا ہے۔

(28) الخراسانی، احمد بن الحسین بن علی، شعب الایمان، 13:203 الحدیث (10189) مکتبہ الرشد، الریاض، 2003م۔یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہے، محدثین کے نزدیک کسی بھی صحابی کی روایت جس کا ادراک عقل سے نہ ہو سکے تو ظاہر ہے کہ اس کی نسبت آپ ﷺ ہی کی طرف ہو گی جب وہ کسی صحابی سے منقول ہے۔

(29) النیسابوری، ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دار الکتب العلمیہ 1990م، ج1ص669، رقم: 1813۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو درست اور صحیح قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ شیخین کی شرط پر ہے۔

(30) مسند الامام احمد بن حنبل، ج23، ص53، رقم: 14721۔یہ حدیث کی سند میں ابن لہیعہ مذکور ہیں، جس کی وجہ سے حدیث میں ضعف آگیا ہے۔تاہم مسند احمد کی اس سند کے علاوہ ابو الحسن علی بن عمرو دار قطنی نے نے اپنی کتاب "رویۃ اللہ" (رقم: 49) میں اس کو ذکر کیا ہے۔

(31) صحیح البخاری، ج3، ص128، رقم: 2441

(32) Saad Jaffar, Dr Asiya Bibi, Hajra Arzoo Siddiqui, Muhammad Waseem Mukhtar, Waqar Ahmad, Zeenat Haroon, and Badshah Khan. "Transgender Act 2018: Islamic Perspective to Interpret Statute for the Protection of Rights and Socio-Psychological Impacts on Pakistani Society." (2020).

(33) مسند الامام احمد، ج4، ص332۔ محدثین کی اصطلاح میں یہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔اس کی سند میں علی بن زید ابن جدعان کی وجہ سے ضعف آگیا ہے۔

(34) الدارمی، محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التمیمی ابو حاتم، صحیح ابن حبان، بیروت: مؤسسة الرسالة، 1988م، ج7، ص385، رقم:3116۔اس روایت کے علاوہ ابو عبد اللہ القزوینی نے سنن ابن ماجہ (رقم:4272) میں اس کو نقل کیا ہے۔علامہ البانی مرحوم فرماتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ کی روایت حسن ہے۔

(35) البزار ،ابو بكر احمد بن عمرو بن عبد الخالق عتكی ، مسند البزار، مكتبہ العلوم والحكم ،المدينة المنورة ، 1988م، ج15، ص142، رقم:8462۔امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کر کے آخر میں خود ہی فرمایا ہے: وهذا الحديث لا نعلمه يروى بهذا اللفظ، عن أبي هريرة إلا من هذا الوجه

(36) سورۃ مریم 19:17

(37) آپ کا پورا نام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ہے۔ ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے کوفہ ،مکہ ،مدینہ ،شام اور یمن چلے گئے۔ وہاں پر سفیان بن عیینہ ،وکیع بن الجراح اور ابو داؤد الطیالسی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔آپ ایک بڑے مجتہد تھے۔فقہ میں آپ کا مستقل مسلک ہے۔ مسند احمد کے نام سے احادیث کا ایک مجموعی مرتب کیا۔آپ کے شاگردوں میں امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۴۱ھ کو فوت ہوئے۔(تقریب التنذیب، ج۳، ص ۴۴، رقم ۹۶۔ تہذیب التنذیب، ج۱، ص ۷۲)

(38) آپ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی المروزی ہیں۔۱۶۱ھ کو نیسابور میں پیدا ہوئے۔ علم کے حصول کے لیے عراق، حجاز ،یمن اور شام کے سفر کیے۔اور وہاں پر ابن علیہ ،ابن عیینہ اور عبدالرزاق سے استفادہ کیا۔آپ کے تصنیفات میں المسند اور التفسیر زیادہ مشہور ہیں۔ ۲۳۸ھ کو فوت ہوئے۔(خیر الدین بن محمود الزرکلی،الاعلام، ج۱، ص۲۹۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، تہذیب التنذیب، ج۱، ص۲۱۶۔ ابو عبد اللہ شمس الدین احمد الذہبیؒ، میزان الاعتدال، ج۱، ص ۸۵)

(39) صحیح البخاری، 8، ص78، رقم:6366

(40) سورۃ الدخان 44:10

(41) آپ ضحاک بن مزاحم الخراسانی ہیں۔تابعی، ثقہ کثیر الارسال راوی ہیں۔اسود بن یزید النخعی، انس بن مالک اور زید بن ارقم سے علم حاصل کیا۔شاگردوں میں اسماعیل بن ابی خالد اور بشیر ابو اسماعیل وغیرہ شامل ہیں۔۱۰۰ھ کو فوت ہوئے۔(میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۱، ص۴۷۱۔ تہذیب التنذیب، ج۴، ص ۷۸۴)

(42) آپ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری ہیں۔ ۲۲۴ھ کو پیدا ہوئے۔ ایک بڑے عالم فاضل شخص تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں قرآن کی ایک تفسیر اور تاریخ طبری مشہور ہیں۔ ۳۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ (الاعلام، دار العلم للملائین، سن اشاعت ندارد، ج۶، ص۶۹۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۹۸۔)

(43) تفسیر القرآن العظیم، ج3، ص163

(44) المدني، عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمۃ، الماجشون، ابو عبد اللہ، مالکی فقیہ، مجتہد اور حافظ حدیث ہے۔ (شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ، سیر اعلام النبلاء، ج3، ص35)

(45) شیخ احمد بن عبد الرحیم المعروف بشاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص63 زمزم پبلشرز کراچی، اشاعت جون 2010ء۔

(46) شرح حجۃ اللہ البالغہ، ص79۔

(47) Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

(48) علامہ شبلی نعمانی جون 1857م کو اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے وکالت کا امتحان بھی دیا لیکن اس میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ آپ سر سید سے متاثر تھے۔ پروفیسر آرنلڈ سے فرانسیسی سیکھی تھی۔ آپ نے کئی ممالک کو دورے بھی کئے تھے جن میں روم اور شام سر فرست ہے۔ 1913م میں دار المصنّفین کی بنیاد ڈالی اور 1914م میں وفات پاگئے۔ آپ فلسفی، ادیب اور عظیم مصنف تھے۔ (تلخیصاً) (اعظمی، ڈاکٹر محمد الیاس، کتابیات شبلی، اعظم گڑھ: دار المصنّفین شبلی اکیڈمی، ص12)

(49) نعمانی، علامہ شبلی، علم الکلام، کراچی: نفیس آکیڈمی 1979م، ص89